بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ آل عمران (٣)

آیت نمبر (28 تا 30)

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ
شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ٢٨ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ
صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٢٩
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ
اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ٣٠﴾

ص د ر

(ن) صَدَرًا: (١) سینے میں درد ہونا۔ (٢) واپس ہونا۔ پھرنا۔ ﴿يَوْمَىِٕذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ڏ﴾ (99/الزلزال:6) ''جس دن واپس ہوں گے لوگ گروہ در گروہ۔''

صَدْرٌ: ج صُدُوْرٌ۔ سینہ۔ ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝﴾ (20/طٰہٰ:25) ''اے میرے رب! تو کھول دے میرے لیے میرے سینے کو۔''

(افعال) اِصْدَارًا: واپس کرنا۔ واپس لے جانا یعنی پھیرنا۔ ﴿لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ﴾ (28/القصص:23) ''ہم نہیں پلاتے یہاں تک کہ واپس لے جائیں چرواہے۔''

ء م د

(س) اَمَدًا: غصہ ہونا (کسی چیز کے انجام کے پیش نظر)۔

اَمَدٌ: کسی چیز کی انتہا۔ مدت۔ ﴿اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝﴾ (72/الجن:25) ''یا مقرر کرے گا اس کے لیے میرا رب ایک مدت۔''

ترکیب

مِنَ اللّٰهِ سے مراد ہے مِنْ دِيْنِ اللّٰهِ۔ اِلَّآ کا استثنا لَا يَتَّخِذِ کے لیے ہے۔ مِنْ خَيْرٍ اور مِنْ سُوْۗءٍ کا مِنْ تبعیضیہ ہے۔ مُحْضَرًا حال ہے۔ تَوَدُّ کا فاعل اس میں ھِيَ کی ضمیر ہے جو كُلُّ نَفْسٍ کے لیے ہے۔ اَمَدًا بَعِيْدًا مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَمَنْ يَّفْعَلْ	مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ	اَوْلِيَآءَ	الْكٰفِرِيْنَ	الْمُؤْمِنُوْنَ	لَا يَتَّخِذِ
اور جو کرے گا	مومنوں کے علاوہ	دوست	کافروں کو	مومن لوگ	چاہیے کہ مت بنائیں

تَتَّقُوْا	اَنْ	اِلَّآ	فِيْ شَيْءٍ	مِنَ اللّٰهِ	فَلَيْسَ	ذٰلِكَ
تم لوگ بچو	کہ	سوائے اس کے	کسی چیز میں	اللہ (کے دین) سے	تو وہ نہیں ہے	یہ

مِنْهُمْ	تُقٰىةً	وَيُحَذِّرُ	كُمُ	اللّٰهُ	نَفْسَهٗ
ان سے	جیسے بچنا چاہیے	اور محتاط رہنے کی تلقین کرتا ہے	تم لوگوں کو	اللہ	اس کے نفس (یعنی غضب) سے

وَاِلَى اللّٰهِ	الْمَصِيْرُ	قُلْ	اِنْ	تُخْفُوْا	مَا	فِيْ صُدُوْرِكُمْ
اور اللہ کی طرف ہی	لوٹنا ہے	آپ کہیے	اگر	تم لوگ چھپاؤ	اس کو جو	تمہارے سینوں میں ہے

اَوْ	تُبْدُوْهُ	يَعْلَمْهُ	اللّٰهُ	وَيَعْلَمُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
یا	تم لوگ ظاہر کرو اس کو	تو جانتا ہے اس کو	اللہ	اور وہ جانتا ہے	اسکو جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	يَوْمَ	تَجِدُ
اور اس کو جو	زمین میں ہے	اور اللہ	ہر چیز پر	قادر ہے	جس دن	پائے گی

كُلُّ نَفْسٍ	مَّا	عَمِلَتْ	مِنْ خَيْرٍ	مُّحْضَرًا	وَّمَا
ہر ایک جان	اس کو جو	اس نے عمل کیا	کسی بھی بھلائی میں سے	حاضر کیا ہوا	اور اس کو جو

عَمِلَتْ	مِنْ سُوْٓءٍ	تَوَدُّ	لَوْ	اَنَّ	بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ
اس نے عمل نے	کسی بھی برائی میں سے	وہ چاہے گی	کاش	کہ	اس (نفس) کے اور اس (برائی) کے مابین

اَمَدًۢا بَعِيْدًا	وَيُحَذِّرُ	كُمُ	اللّٰهُ	نَفْسَهٗ
انتہائی دوری ہوتی	اور محتاط رہنے کی تلقین کرتا ہے	تم لوگوں کو	اللہ	اپنے نفس (یعنی غضب) سے

وَاللّٰهُ	رَءُوْفٌۢ	بِالْعِبَادِ
اور اللہ	بہت نرمی کرنے والا ہے	بندوں سے

نوٹ۔1

آیات زیرِ مطالعہ کے علاوہ بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر غیر مسلموں سے تعلقات کی ممانعت آئی ہے۔ اس حکم کا ایک استثناء آیات زیر مطالعہ میں اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا کے الفاظ میں آیا ہے اور دوسرا استثناء آیت نمبر ۶۰/۸ میں ہے۔ اس مسئلہ پر مفتی محمد شفیع نے معارف القرآن میں کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

باہمی تعلقات میں ایک درجہ قلبی تعلق کا ہے۔ جس میں یہ چیزیں آتی ہیں۔ (i) مودّت یعنی ایک دوسرے کے دل میں باہمی چاہت اور محبت کا رشتہ استوار کرنا (۵۸/۲۲)۔ (ii) دوسرے کو اپنا ولیجہ یعنی دل کا بھیدی اور راز دار بنانا (۹/۱۶)۔ (iii) دوسرے کو اپنا ولی یعنی حمایتی اور کارساز بنانا اور ضرورت ہو تو اس کا احسان لینے میں تکلف نہ کرنا (آیت زیر مطالعہ)۔ قلبی تعلق کے اس درجہ کے لیے ''موالات'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور اس درجہ کے تعلقات مومنوں کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ جائز نہیں ہیں۔

تعلقات کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے، ان کا حق ادا کیا جائے اور حالات اجازت دیں تو ان پر احسان کیا جائے۔ اس کے لیے ''مواسات'' کی اصطلاح ہے۔ اس درجہ کے تعلقات مسلمانوں اور ذمی کافر کے علاوہ ایسے کافر کے ساتھ بھی جائز ہیں جس کی قوم مسلمانوں کے ساتھ حالتِ جنگ میں نہ ہو۔ البتہ حربی کافر کے ساتھ اس درجہ کے تعلقات بھی جائز نہیں ہیں (آیت نمبر۔ ۶۰/۸)

تعلقات کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے رسمی میل ملاقات اور راہ و رسم ہو، ان کے ساتھ ہنس مکھ ہو اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ اس کے لیے ''مدارات'' کی اصطلاح ہے اور یہ تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے اور آیت زیرِ مطالعہ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا سے یہی درجہ مراد ہے۔

چوتھا درجہ یہ ہے کہ کسی کے ساتھ تجارت، ملازمت، اُجرت، صنعت یا حرفت کا معاملہ کیا جائے۔ اس کے لیے ''معاملات'' کی اصطلاح ہے اور یہ بھی تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس بات کی سند ہے۔ البتہ حربی کافر کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

آیت نمبر (31 تا 34)

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱
قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ
اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۳ ۙ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۳۴ ۚ﴾

ترکیب

حرف شرط اِنْ ماضی (كُنْتُمْ) پر آیا ہے اس لیے اس کا عمل ظاہر نہیں ہوا لیکن وہ محلاً مجزوم ہے۔ جواب شرط میں فعل امر اِتَّبِعُوْا آیا ہے جو کہ از خود مجزوم ہوتا ہے۔ يُحْبِبْ اور يَغْفِرْ جواب شرط نہیں ہیں بلکہ اِتَّبِعُوْا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہیں۔ تَوَلَّوْا کے دو امکانات ہیں۔ یہ ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور مضارع میں جمع مذکر مخاطب تَتَوَلَّوْنَ بھی ہوسکتا ہے۔ اس کی پہلی تا حذف ہوئی اور شرط ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو تَوَلَّوْا آیا۔ پیچھے فعل امر مخاطب اَطِيْعُوْا آیا ہے اس لیے اس کو جمع مذکر مخاطب ماننا بہتر ہے۔ اٰدَمَ، نُوْحًا اور اٰلَ مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں جب کہ اِبْرٰهِيْمَ اور عِمْرٰنَ مجرور ہیں کیونکہ یہ اٰلَ کا مضاف الیہ ہیں۔ ذُرِّيَّةً حال ہے۔

ترجمہ

يُحْبِبْكُمُ	فَاتَّبِعُوْنِيْ	اللّٰهَ	تُحِبُّوْنَ	كُنْتُمْ	اِنْ	قُلْ
تو محبت کرے گا تم سے	تو پھر پیروی کرو میری	اللہ سے	تم محبت کرتے ہو	تم لوگ ہو کہ	اگر	آپ ﷺ کہیے

غَفُوْرٌ	وَاللّٰهُ	ذُنُوْبَكُمْ	لَكُمْ	وَيَغْفِرْ	اللّٰهُ
بے انتہا بخشنے والا ہے	اور اللہ	تمہارے گناہوں کو	تمہارے لیے	اور وہ بخش دے گا	اللہ

فَاِنْ	وَالرَّسُوْلَ	اللّٰهَ	اَطِيْعُوا	قُلْ	رَّحِيْمٌ
پھر اگر	اور رسول ﷺ کی	اللہ کی	تم لوگ اطاعت کرو	آپ ﷺ کہیے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

اللّٰهَ	اِنَّ	الْكٰفِرِيْنَ	لَا يُحِبُّ	اللّٰهَ	فَاِنَّ	تَوَلَّوْا
اللہ نے	یقیناً	انکار کرنے والوں سے	محبت نہیں کرتا	اللہ	تو یقیناً	تم لوگ روگردانی کرو گے

وَاٰلَ عِمْرٰنَ	وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ	وَنُوْحًا	اٰدَمَ	اصْطَفٰٓي
اور عمران کے پیروکاروں کو	اور ابراہیمؑ کے پیروکاروں کو	اور نوحؑ کو	آدمؑ کو	چن لیا

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ	ذُرِّيَّةً	بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ	وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ 543
تمام جہان (والوں) پر	اولاد ہوتے ہوئے	ان کا کوئی کسی کی	اور اللہ	سننے والا ہے

عَلِيْمٌ
جاننے والا ہے

نوٹ۔ 1

آیت نمبر ۲/۴۹ کے نوٹ۔ ا میں واضاحت کی جاچکی ہے کہ کسی نبی کی پیروی کرنے والے اس کی آل میں ہیں خواہ نبی سے ان کا نسلی رشتہ ہو یا نہ ہو۔ غالباً اسی لیے آیت زیرِ مطالعہ میں یہ وضاحت کردی گئی ہے کہ ال ابراہیم اور آل عمران میں سے جن کو اللہ نے چُنا وہ ان کی نسل سے تھے۔

آیت نمبر (35 تا 36)

﴿ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ
كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٣٦﴾ ﴾

و	ض	ع

(ن) وَضْعًا (۱) تیز چلنا۔ دوڑنا۔
(۲) کسی چیز کو اُتار کر نیچے رکھنا۔ (i) اُتارنا (ii) رکھنا۔ (iii) بچہ جننا ﴿ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿٢﴾ ﴾ (94/الم نشرح: 2) ''اور ہم نے اُتارا آپؐ سے آپؐ کا بوجھ۔'' ﴿ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ﴾ (47/محمدؐ: 4) ''یہاں تک کہ جنگ رکھ دے اپنے بوجھ یعنی ہتھیار۔''

مَوْضُوْعٌ اسم المفعول ہے۔ رکھا ہوا۔ ﴿ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۙ﴿١٤﴾ ﴾ (88/الغاشیۃ: 14) ''اور آبخورے رکھے ہوئے۔''

مَوْضَعٌ ج مَوَاضِعُ ۔ مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ رکھنے کی جگہ۔ مقام۔ ﴿ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ﴾ (4/النساء: 46) ''اور وہ لوگ جھکاتے ہیں بات کو اس کی جگہ سے۔''

(افعال) اِيْضَاعًا تیز چلانا۔ دوڑانا۔ ﴿ لَاَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ ﴾ (9/التوبۃ: 47) ''اور وہ لوگ ضرور دوڑاتے تم لوگوں کے بیچ میں۔''

ترکیب

اِمْرَاَتُ لمبی تا سے لکھا گیا ہے یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اِمْرَاَتُ کا مضاف الیہ عِمْرَانَ ہے۔ نَذَرْتُ کا مفعول مَا ہے۔ مُحَرَّرًا اسم المفعول ہے اور حال ہے۔ اِنِّىْ میں ہر جگہ یائے متکلم کی ضمیریں اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ کے لیے ہیں، درمیان میں وَاللّٰهُ اَعْلَمُ سے كَالْاُنْثٰى تک جملہ معترضہ ہے۔ اُنْثٰى حال ہے۔

ترجمہ

اِذْ	قَالَتِ	امْرَاَتُ عِمْرٰنَ	رَبِّ	اِنِّىْ	نَذَرْتُ	لَكَ
جب	کہا	عمران کی بیوی نے	اے میرے رب	بیشک میں نے	منت مانی	تیرے لیے

مَا	فِىْ بَطْنِىْ	مُحَرَّرًا	فَتَقَبَّلْ	مِنِّىْ
اس کی جو	میرے پیٹ میں ہے	آزاد کیا ہوا ہوتے ہوئے	پس تو قبول فرما	مجھ سے

اِنَّكَ	اَنْتَ السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ	فَلَمَّا	وَضَعَتْهَا	قَالَتْ
بیشک تو	ہی سننے والا ہے	جاننے والا ہے	پھر جب	اس نے جنا اس کو	تو اس نے کہا

رَبِّ	اِنِّیْ	وَضَعْتُهَآ	اُنْثٰی	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا
اے میرے رب	بیشک میں نے	جنا اس کو	مؤنث	اور اللہ	زیادہ جانتا ہے	اس کو جو

وَضَعَتْ	وَلَیْسَ الذَّکَرُ	کَالْاُنْثٰی	وَاِنِّیْ	سَمَّیْتُهَا	مَرْیَمَ
اس نے جنا	اور نہیں ہے مذکر	مؤنث کی مانند	اور بیشک میں نے	نام رکھا اس کا	مریم

وَاِنِّیْٓ	اُعِیْذُهَا	بِكَ	وَذُرِّیَّتَهَا	مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
اور بیشک میں	پناہ میں دیتی ہوں اس کو	تیری	اور اس کی اولاد کو	دھتکارے ہوئے شیطان سے

آیت نمبر (37 تا 38)

﴿ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا
الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ
يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝37 هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ
سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝38 ﴾

ک ف ل

(ن۔ض) **كَفْلًا**: کسی شخص یا مال کا ضامن ہونا۔

كَفَالَةً: کسی کی ضروریات کا ضامن ہونا۔ رکھوالی کرنا۔ کفالت کرنا۔ ﴿ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓي اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ ﴾ (28/القصص:12) ”کیا میں پتہ بتاؤں تم لوگوں کو ایک ایسے گھر والوں کا جو پال پوس دیں گے اس کو تمہارے لیے۔“

كَفِيْلٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (۱) ضمانت دینے والا یعنی ضامن۔ (۲) رکھوالی کرنے والا یعنی رکھوالا۔ نگراں۔ ﴿ وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ ﴾ (16/النحل:91) ”اور تم لوگ بنا چکے ہو اللہ کو اپنا ضامن۔“

كِفْلٌ: اسم ذات ہے۔ (۱) ضمانت۔ (۲) حصہ (اچھے یا برے نتیجے میں)۔ ﴿ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ ﴾ (4/النساء:85) ”اور جو سفارش کرتا ہے، کوئی بری سفارش تو ہو گا اس کے لیے ایک حصہ اس میں سے۔“

ذَاالْكِفْلِ: ایک نبی کا نام ہے۔ ﴿ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ ﴾ (21/الانبیاء:85) ”اور اسمٰعیلؑ کو اور ادریسؑ اور ذا الکفلؑ کو۔“

اِكْفَالًا: کسی کو کسی کی کفالت میں دینا۔

(افعال) **اَكْفِلْ**: فعل امر ہے۔ تو کفالت میں دے۔ ﴿ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا ﴾ (38/صٓ:23) ”پھر اس نے کہا تو میری کفالت میں دے اس کو۔“

(تفعیل) **تَكْفِيْلًا**: کسی کو کفیل بنانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

تَقَبَّلَهَا اور اَنْۢبَتَهَا میں ضمیر مفعولی مریم کے لیے ہے اور ان کا فاعل رَبُّهَا ہے۔ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ اور نَبَاتًا حَسَنًا ثلاثی مجرد سے مفعولی مطلق آئے ہیں، جب کہ فعل علی الترتیب باب تفعّل اور افعال سے آئے ہیں۔ (دیکھیں آیت نمبر۔۲/۱۰۰۔ نوٹ 1)

كَفَّلَ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو رب کے لیے ہے، هَا مفعول اور زَكَرِيَّا مفعول ثانی ہے۔ زَكَرِيَّا مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے اس لیے اس کی رفع، نصب اور جرّ ظاہر نہیں ہوتی۔ كُلَّمَا حرف شرط ہے۔ دَخَلَ کا فاعل زَكَرِيَّا ہے۔ اَلْمِحْرَابَ ظرف ہے۔ وَجَدَ عِنْدَهَا جواب شرط ہے۔

ترجمہ

فَتَقَبَّلَهَا	رَبُّهَا	بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ	وَّ اَنْۢبَتَهَا
توقبول کیا اس کو	اس کے رب نے	خوبصورت قبول کرنا	اور اس نے نشونما کی اس کی

نَبَاتًا حَسَنًا	وَّ كَفَّلَهَا	زَكَرِيَّا	كُلَّمَا	دَخَلَ
خوبصورت نشوونما کرنا	اور اس نے کفیل بنایا ان کا	زکریاؑ کو	جب کبھی	داخل ہوتے

عَلَيْهَا	زَكَرِيَّا	الْمِحْرَابَ	وَجَدَ	عِنْدَهَا	رِزْقًا	قَالَ	يٰمَرْيَمُ
ان پر	زکریاؑ	محراب میں	تو وہ پاتے	ان کے پاس	کچھ رزق	تو وہ کہتے	اے مریم

اَنّٰى	لَكِ	هٰذَا	قَالَتْ	هُوَ	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اِنَّ اللّٰهَ	يَرْزُقُ
کہاں سے	تیرے لیے	یہ ہے	تو وہ کہتیں	یہ	اللہ کے پاس سے ہے	بیشک اللہ	رزق دیتا ہے

مَنْ	يَّشَآءُ	بِغَيْرِ حِسَابٍ	هُنَالِكَ	دَعَا	زَكَرِيَّا	رَبَّهٗ
اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	کسی حساب کے بغیر	وہیں	پکارا	زکریاؑ نے	اپنے رب کو

قَالَ	رَبِّ	هَبْ	لِيْ	مِنْ لَّدُنْكَ	ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً	اِنَّكَ
انہوں نے کہا	اے میرے رب	تو عطا کر	میرے لیے	اپنے خزانے سے	ایک پاکیزہ اولاد	بیشک تو

سَمِيْعُ الدُّعَآءِ
دُعا کا سننے والا ہے۔

آیت نمبر (39تا40)

﴿ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ
سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ
عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿٤٠﴾ ﴾

ع	ق	ر

(ض) عَقْرًا: (۱) درخت کو جڑ سے کاٹنا۔ (۲) چوپائے کی ٹانگیں کاٹنا۔ (۳) اپنی نسل کاٹنا یعنی بانجھ ہونا۔ ﴿ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ ﴾ (7/الاعراف:77) ”پھر اُن لوگوں نے ٹانگیں کاٹیں اونٹنی کی۔“

عَاقِرٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ کاٹنے والا۔ بانجھ (یہ مذکر اور مؤنث، دونوں کے لیے آتا ہے)۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

واوٗ حالیہ ہے اور یہ هُوَ کا حال ہے۔ جب کہ قَآئِمٌ کا حال يُصَلِّيْ ہے۔ مُصَدِّقًا۔ سَيِّدًا۔ حَصُوْرًا نَبِيًّا، یہ سب يَحْيٰى کے حال ہیں۔ يَكُوْنُ کان تامّہ ہے۔

ترجمہ

فَنَادَتْهُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	وَ	هُوَ	قَآئِمٌ	يُّصَلِّيْ
تو آواز دی انؑ کو	فرشتوں نے	اس حال میں کہ	وہ	کھڑے تھے 543	نماز پڑھتے ہوئے

فِي الْمِحْرَابِ	اَنَّ	اللّٰهَ	يُبَشِّرُكَ	بِيَحْيٰى	مُصَدِّقًا	بِكَلِمَةٍ	مِّنَ اللّٰهِ
محراب میں	کہ	اللہ	بشارت دینے دیتا ہے آپؑ کو	یحییٰؑ کی	تصدیق کرنیوالا ہوتے ہوئے	ایک فرمان کی	اللہ (کی طرف) سے

وَسَيِّدًا	وَّحَصُوْرًا	وَّنَبِيًّا	مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ
اور سردار ہوتے ہوئے	اور عورتوں سے الگ ہوتے ہوئے	اور نبی ہوتے ہوئے	صالحین میں سے

قَالَ	رَبِّ	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لِيْ	غُلٰمٌ	وَّ
انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب	کہاں سے	ہوگا	میرے لیے	کوئی لڑکا	اس حال میں کہ

قَدْ بَلَغَنِيَ	الْكِبَرُ	وَامْرَاَتِيْ	عَاقِرٌ	قَالَ	كَذٰلِكَ
پہنچ چکا ہے مجھ کو	بڑھاپا	اور میری عورت	بانجھ ہے	(فرشتے نے) کہا	اس طرح (ہی ہے)

اللّٰهُ	يَفْعَلُ	مَا	يَشَآءُ
اللہ	کرتا ہے	وہ جو	وہ چاہتا ہے

نوٹ-1 بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

آیت نمبر (41تا43)

﴿قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ
سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝٤١ۧ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰي
نِسَاۗءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٢ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝٤٣﴾

ر م ز

(ن-ض) رَمَزًا اشاروں میں بات سمجھانا۔ اشارہ کرنا۔

رَمْزٌ اسم ذات بھی ہے۔ اشارہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ع ش و

(ن) عَشْوًا آنکھ میں موتیا اُترنے کی وجہ سے دھندلا نظر آنا۔ (۲) کسی طرف سے آنکھ بند کرنا۔ جی چرانا۔ ﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ﴾ (43/الزخرف:36) ''اور جو آنکھ چُراتا ہے رحمٰن کی یاد سے۔''

عِشَاءٌ رات کی ابتدائی تاریکی۔ ﴿وَجَاۗءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَاۗءً يَّبْكُوْنَ ۝١٦ۭ﴾ (12/یوسف:16) ''اور وہ آئے اپنے والد کے پاس مغرب کے بعد روتے ہوئے۔''

عَشِيَّةٌ ج عَشِيٌّ۔ شام۔ ﴿لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝٤٦ۧ﴾ (79/النّٰزعٰت:46) ''وہ لوگ نہیں ٹھہرے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے۔''

ترکیب

اٰیَتُکَ مبتداء ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور اَلَّا تُکَلِّمَ ، اٰیَۃُ کا بدل ہے۔ اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے اور اَنْ نے تُکَلِّمَ کو منصوب کیا ہے۔ اس کا مفعول النَّاسَ ہے۔ ثَلٰثَۃَ ظرف اور رَمْزًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ وَاذْکُرْ کا مفعول مطلق ذِکْرًا محذوف ہے اور کَثِیْرًا اس کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

قَالَ	رَبِّ	اجْعَلْ	لِّیْٓ	اٰیَۃً	قَالَ	اٰیَتُكَ
(زکریاؑ) کہا	اے میرے رب	تو بنا	میرے لیے	ایک نشانی	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	تیری نشانی ہے

اَلَّا تُکَلِّمَ	النَّاسَ	ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ	اِلَّا	رَمْزًا	وَاذْکُرْ	رَّبَّكَ
کہ تو کلام نہیں کرے گا	لوگوں سے	تین دن	مگر	اشارے سے	اور تو یاد کر	اپنے رب کو

کَثِیْرًا	وَّسَبِّحْ	بِالْعَشِیِّ	وَالْاِبْکَارِ	وَاِذْ	قَالَتِ	الْمَلٰٓئِکَۃُ
کثرت سے	اور تو تسبیح کر	شاموں کو	اور صبح سویرے	اور جب	کہا	فرشتوں نے

یٰمَرْیَمُ	اِنَّ اللّٰہَ	اصْطَفٰىكِ	وَطَهَّرَكِ	وَاصْطَفٰىكِ
اے مریم	یقیناً اللہ نے	چُن لیا آپ کو	اور اس نے پاک کیا آپ کو	اور اس نے چُنا آپ کو

عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ	یٰمَرْیَمُ	اقْنُتِیْ	لِرَبِّكِ	وَاسْجُدِیْ
تمام جہانوں کی عورتوں پر	اے مریم	آپ فرمانبرداری کریں	اپنے رب کی	اور آپ سجدہ کریں

وَارْکَعِیْ	مَعَ الرّٰکِعِیْنَ
اور آپ رکوع کریں	رکوع کرنے والوں کے ساتھ

نوٹ۔1

لفظ رَمْزٌ میں بنیادی مفہوم ہے ہونٹ کی حرکت سے اشارہ کرکے بات سمجھانا۔ جب کہ ابرو اور آنکھ سے اشارہ کرکے بات سمجھانے کو غَمْزٌ کہتے ہیں اور یہ لفظ باب تفاعل سے آیت نمبر (83/المطففین: 30) 8 میں آیا ہے۔

آیت نمبر (44 تا 46)

﴿ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ؕ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ
مَرْیَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ
مِّنْهُ ۖۗ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۴۵﴾ۙ یُكَلِّمُ
النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۴۶﴾ ﴾

و ح ی

(ض)

وَحْیًا: پوشیدہ پیغام بھیجنا۔ الہام کرنا۔

وَحْیٌ: اسم ذات ہے۔ پوشیدہ پیغام۔ الہام۔ وحی۔ ﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا ﴾ (42/شوریٰ: 51) ’’اور نہیں ہے کسی بشر کے لیے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر الہام سے یا پردے کے پیچھے سے یا وہ بھیجے ایک پیغامبر یعنی فرشتہ۔‘‘

(افعال)   اِیۡحَاءً   پوشیدہ پیغام بھیجنا۔ الہام کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔ (یہ ثلاثی مجرد کے ہم معنی ہے لیکن قرآن مجید میں اَفعال ثلاثی مجرد سے نہیں بلکہ باب افعال سے آئے ہیں)۔

ک ھ ل

(ف)   کُھُوۡلًا   ادھیڑ عمر کا ہونا۔

کَھۡلٌ   ادھیڑ عمری کا زمانہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

ذٰلِکَ مبتداء ہے اس کی خبر اَنۡبَاءٌ محذوف ہے۔ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ قائم مقام خبر ہے۔ نُوۡحِیۡهِ جملہ فعلیہ ہے اور ذٰلِکَ کی خبر ثانی ہے۔ اِلَیۡکَ متعلق خبر ہے۔ اِسۡمُهٗ مبتداء ہے اور اَلۡمَسِیۡحُ اس کی خبر ہے، جب کہ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ بدل ہے اَلۡمَسِیۡحُ کا۔ وَجِیۡهًا اور کَهۡلًا حال ہیں۔

ترجمہ

ذٰلِكَ	مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ	نُوۡحِيۡهِ	اِلَيۡكَ	وَمَا كُنۡتَ
یہ	غیب کی خبروں میں سے ہے	ہم وحی کرتے ہیں اس کو	آپؐ کی طرف	اور آپؐ نہیں تھے۔

لَدَيۡهِمۡ	اِذۡ	يُلۡقُوۡنَ	اَقۡلَامَهُمۡ	اَيُّهُمۡ	يَكۡفُلُ	مَرۡيَمَ
ان کے پاس	جب	ڈالتے تھے	اپنے قلم	(کہ) ان سے کون	کفالت کرے گا	مریم کی

وَمَا كُنۡتَ	لَدَيۡهِمۡ	اِذۡ	يَخۡتَصِمُوۡنَ	اِذۡ قَالَتِ	الۡمَلٰٓـئِكَةُ
اور آپؐ نہیں تھے	ان کے پاس	جب	وہ لوگ ایک دوسرے سے اُلجھ رہے تھے	جب کہا	فرشتوں نے

يٰمَرۡيَمُ	اِنَّ اللّٰهَ	يُبَشِّرُكِ	بِكَلِمَةٍ	مِّنۡهُ	اسۡمُهُ
اے مریم	بیشک اللہ	بشارت دیتا ہے آپ کو	ایک فرمان کی	اپنی (طرف) سے	اس کا نام

الۡمَسِيۡحُ	عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ	وَجِيۡهًا	فِى الدُّنۡيَا	وَالۡاٰخِرَةِ
مسیحؑ ہے	جو عیسیٰؑ ابن مریم ہیں	بلند رُتبہ ہوں گے	دنیا میں	اور آخرت میں

وَمِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ	يُكَلِّمُ	النَّاسَ	فِى الۡمَهۡدِ	وَكَهۡلًا
اور (وہ ہوں گے) مقربین میں سے	اور وہ کلام کریں گے	لوگوں سے	گھوارے میں	اور ادھیڑ عمر ہوتے ہوئے

وَّمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ
اور (وہ ہوں گے) صالحین میں سے

نوٹ۔1

یہاں حضرت عیسیٰؑ کے دو معجزوں کا ذکر ہے۔ ایک یہ کہ وہ گھوارے میں لوگوں سے کلام کریں گے۔ دوسرا یہ کہ ادھیڑ عمری کی حالت میں کلام کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ دودھ پیتے بچے کا کلام کرنا تو معجزہ ہے لیکن ادھیڑ عمری میں تو ہر شخص کلام کرتا ہے۔ اس کو معجزے کے طور پر بیان کرنے کا کیا مطلب ہے۔

یہ بات سب مانتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے عقیدہ کے مطابق پھانسی دیے جانے کے وقت اور اسلامی عقیدے کے مطابق آسمان پر اٹھائے جانے کے وقت حضرت عیسیٰؑ کی عمر 30 اور 35 سال کے درمیان تھی۔ اس طرح وہ ادھیڑ عمر کو پہنچے ہی نہیں۔

اب یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں اور ادھیڑ عمر کو پہنچیں۔ اس لیے جس طرح ان کا بچپن کا کلام معجزہ تھا اسی طرح ادھیڑ عمری کا کلام بھی معجزہ ہوگا۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)۔

543

آیت نمبر (47 تا 48)

﴿ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝47 وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝48 ﴾

ترکیب

يُعَلِّمُهٗ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جب کہ ضمیر مفعولی ہٗ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے اور یہ يُعَلِّمُ کا مفعول اوّل ہے۔ اَلْكِتٰبَ سے وَالْاِنْجِيْلَ تک مفعول ثانی ہیں۔

ترجمہ

قَالَتْ	رَبِّ	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لِيْ	وَلَدٌ	وَّ
(بی بی مریم نے) کہا	اے میرے رب	کہاں سے	ہوگا	میرے لیے	کوئی لڑکا	اس حال میں کہ

لَمْ يَمْسَسْنِيْ	بَشَرٌ	قَالَ	كَذٰلِكِ	اللّٰهُ	يَخْلُقُ	مَا
چھوا ہی نہیں مجھ کو	کسی بشر نے	(فرشتے نے) کہا	اس طرح ہی ہے	اللہ	پیدا کرتا ہے	اس کو جس کو

يَشَاۗءُ	اِذَا	قَضٰٓى	اَمْرًا	فَاِنَّمَا	يَقُوْلُ
وہ چاہتا ہے	جب بھی	وہ فیصلہ کرتا ہے	کسی کام کا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ کہتا ہے

لَهٗ	كُنْ	فَيَكُوْنُ	وَيُعَلِّمُهٗ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ
اس سے	تو ہوجا	پس وہ ہوجاتا ہے	اور وہ علم دے گا انؑ کو	کتاب کا	اور حکمت کا

وَالتَّوْرٰىةَ	وَالْاِنْجِيْلَ
اور تورات کا	اور انجیل کا

نوٹ 1

كُنْ فَيَكُوْنُ کا ہم لوگوں کے ذہن میں تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم دیتا ہے تو وہ پلک جھپکتے ہی فوراً ہوجاتا ہے، جب کہ فَيَكُوْنُ کا یہ مطلب نہیں ہے اس کا مطلب بس اتنا ہے کہ وہ ہوجاتا ہے، خواہ فوری طور پر ہو یا کچھ وقت لگے۔ اب نوٹ کر لیں کہ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ عالم امر میں اس کے احکام کی تعمیل فوری ہوتی ہے۔ جب کہ عالم خلق میں تدریج کا اصول کارفرما ہے اور یہاں وقت لگتا ہے۔

مثال کے طور پر کسان جب زمین میں بیج ڈالتا ہے تو کچھ بیج نہیں پھوٹتے کیونکہ انہیں حکم نہیں ملا۔ یہ وہ بیج ہیں جو ضائع ہوگئے۔ لیکن جن بیجوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوجاتا ہے کہ كُنْ یعنی درخت ہوجا، تو ان کے اندر اس کیمیائی تبدیلی کا عمل فوری طور پر شروع ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں بیج پوٹتا ہے۔ یہ عالم امر ہے اور یہاں حکم کی تعمیل فوری ہے۔ لیکن کیمیائی تبدیلی کے نتیجے میں بیج کا پھوٹنا، اکھوے کا نکلنا، پودا بننا پھر درخت بننا اور پھل آنا، یہ سب عالم خلق ہے۔ اس میں وقت لگتا ہے اور یہاں تدریج کا اصول کارفرما ہے۔

نوٹ۔1

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات اور انجیل کی تعلیم دینے کا مطلب تو واضح ہے، لیکن یہاں الکتٰب اور الحکمۃ کی تعلیم دینے سے کیا مراد ہے، اس ضمن میں آراء مختلف ہیں۔ میرا ذہن شیخ الہندؒ کی رائے کو ترجیح دیتا ہے کہ کتاب وحکمت سے مراد قرآن وسنت ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور قرآن وسنت کے مطابق احکام دیں گے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ انہیں قرآن وسنّت کی تعلیم بھی دی جائے۔

آیت نمبر (49)

﴿ وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۙ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ۭ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ ﴾

ط ی ن

(ض) طَیْنًا: گارے سے دیوار لیپنا۔

طِیْنٌ: اسم ذات ہے۔ گارا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ھ ی ء

(ض) هَیْئَةً: خوش شکل ہونا۔

هَیْئَةٌ: اسم ذات بھی ہے۔ شکل۔ حلیہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(تفعیل) تَهْیِئَةً: کسی کو شکل دینا یعنی کسی کام کا سامان مہیا کرنا۔ اسباب پیدا کرنا۔ ﴿ وَیُهَیِّئْ لَکُمْ مِّنْ اَمْرِکُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ ﴾ (18/الکہف: 16) ”اور وہ اسباب پیدا کرے گا تمہارے لیے تمہارے کام میں آسانی کے۔“

هَیِّئْ: فعل امر ہے۔ تو سامان فراہم کر۔ تو اسباب پیدا کر۔ ﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ ﴾ (18/الکہف: 10) ”اے ہمارے رب تو عطا کر ہم کو اپنے خزانے سے کچھ رحمت اور تو اسباب پیدا کر ہمارے لیے کام میں بھلائی کی راہ کے۔“

ن ف خ

(ن) تَفْخًا: پھونک مارنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

نَفْخَةٌ: اسم ذات ہے۔ پھونک۔ ﴿ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ ﴾ (69/الحاقۃ: 13) ”پھر جب پھونکی جائے گی صور میں پہلی پھونک۔“

ک م ہ

(س) کَمَهًا: اندھا ہونا۔

اَکْمَهُ: افعل التفضیل ہے۔ پیدائشی اندھا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ب ر ص

(س) بَرَصًا: برص کا مریض ہونا۔

اَبْرَصُ: افعل التفضیل ہے۔ برص کا پُرانا مریض۔ کوڑھی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ذ	خ	ر

543

(ف) ذَخۡرًا وقت ضرورت کے لیے جمع کرنا۔

(افتعال) اِدِّخَارًا مستقبل کے لیے اہتمام سے جمع کرنا۔ ذخیرہ کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

رَسُوۡلًا سے پہلے اگر یُبۡعَثُ کو محذوف مانیں تو رَسُوۡلًا اس کا مفعول ثانی ہے اور اگر یَکُوۡنُ کو محذوف مانیں تو رَسُوۡلًا اس کی خبر ہے۔ دوسری صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔ اسی طرح اَنِّیۡ سے پہلے وَیَقُوۡلُ محذوف ہے۔ تَدَّخِرُوۡنَ مادہ ''ذخر'' سے باب افتعال میں جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔ یہ اصلاً تَذۡتَخِرُوۡنَ تھا۔ پھر قاعدے کے مطابق افتعال کی تا کو ذ میں تبدل کر کے ادغام کیا تو تَذَّخِرُوۡنَ ہوا اور یہ اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ پھر ''ذ'' کو ''د'' میں تبدیل کرنا قرآن مجید کی خصوصیت ہے۔

ترجمہ

وَرَسُوۡلًا	اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	اَنِّیۡ	قَدۡ جِئۡتُکُمۡ
اور (وہ ہوں گے) ایک رسول	بنواسرائیل کی طرف	(وہ کہیں گے) کہ میں	آیا ہوں تمہارے پاس

بِاٰیَۃٍ	مِّنۡ رَّبِّکُمۡ	اَنِّیۡۤ	اَخۡلُقُ	لَکُمۡ	مِّنَ الطِّیۡنِ
ایک نشانی کے ساتھ	تمہارے رب (کی طرف) سے	کہ میں	بناتا ہوں	تمہارے لیے	گارے سے

کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ	فَاَنۡفُخُ	فِیۡہِ	فَیَکُوۡنُ	طَیۡرًۢا	بِاِذۡنِ اللّٰہِ
پرندوں کی شکل جیسا	پھر میں پھونکتا ہوں	اس میں	تو وہ ہو جاتا ہے	اُڑنے والا	اللہ کی اجازت سے

وَاُبۡرِئُ	الۡاَکۡمَہَ	وَالۡاَبۡرَصَ	وَاُحۡیِ	الۡمَوۡتٰی
اور میں شفا دیتا ہوں	پیدائشی اندھے کو	اور کوڑھی کو	اور میں زندہ کرتا ہوں	مُردہ کو

بِاِذۡنِ اللّٰہِ	وَاُنَبِّئُکُمۡ	بِمَا	تَاۡکُلُوۡنَ	وَمَا
اللہ کی اجازت سے	اور میں بتا دیتا ہوں تم لوگوں کو	وہ، جو	تم لوگ کھاتے ہو	اور وہ، جو

تَدَّخِرُوۡنَ	فِیۡ بُیُوۡتِکُمۡ	اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ	لَاٰیَۃً	لَّکُمۡ
تم لوگ ذخیرہ کرتے ہو	اپنے گھروں میں	بیشک اس میں	ایک نشانی ہے	تمہارے لیے

اِنۡ کُنۡتُمۡ	مُّؤۡمِنِیۡنَ
اگر تم لوگ ہو	ایمان لانے والے

آیت نمبر (50تا51)

﴿ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَلِاُحِلَّ لَکُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ حُرِّمَ عَلَیۡکُمۡ وَجِئۡتُکُمۡ بِاٰیَۃٍ
مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوۡنِ ﴿۵۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیۡ وَرَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ ہٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ﴿۵۱﴾ ﴾

243

ترکیب

مُصَدِّقًا حال ہے۔ بَیْنَ یَدَیْنَ میں یَدَیْنَ مضاف بنا تو نون اعرابی گر گیا اور اس کی مضاف الیہ یائے متکلم آئی تو یہ یَدَیْ یْ ہوا۔ پھر دونوں یا کا ادغام کر کے یَدَیَّ بنا۔ اَطِیْعُوْا فعل امر ہے اور نِ ضمیر مفعولی نِیْ کا نون وقایہ ہے۔ (آیت نمبر ۲/ ۴۰، ترکیب)۔

ترجمہ

وَمُصَدِّقًا	لِّمَا	بَیْنَ یَدَیَّ	مِنَ التَّوْرٰىةِ	وَلِاُحِلَّ
اور تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے	اس کی جو	میرے سامنے ہے	تورات میں سے	اور تاکہ میں حلال کروں

لَکُمْ	بَعْضَ الَّذِیْ	حُرِّمَ	عَلَیْکُمْ	وَجِئْتُکُمْ
تمہارے لیے	اس کے بعض کو جو	حرام کیا گیا	تم لوگوں پر	اور میں آیا ہوں تمہارے پاس

بِاٰیَةٍ	مِّنْ رَّبِّکُمْ	فَاتَّقُوا	اللّٰہَ	وَاَطِیْعُوْنِ
ایک نشانی کے ساتھ	تمہارے رب (کی طرف) سے	پس تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور اطاعت کرو میری

اِنَّ اللّٰہَ	رَبِّیْ	وَرَبُّکُمْ	فَاعْبُدُوْہُ	ھٰذَا	صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ
یقیناً اللہ	میرا رب ہے	اور تمہارا رب ہے	پس تم لوگ بندگی کرو اس کی	یہ	ایک سیدھا راستہ ہے

نوٹ۔1

آیات ۴۹ اور ۵۰ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت صرف بنو اسرائیل کے لیے تھی، تمام عالم کے لیے نہیں تھی۔ وہ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ شریعت موسوی کی تجدید کے لیے آئے تھے اور یہ کام انہوں نے اُس تورات سے کیا جو اُس زمانے میں یہودیوں کے پاس تھی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر صورتحال یہ تھی تو پھر انؑ کا بعض حرام چیزوں کو حلال کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اس ضمن میں دو آراء ہیں۔ ایک یہ کہ شریعت موسوی کے بعض سخت احکام میں نرمی کی جیسے ایام سبت کے احکام بہت سخت تھے جنہیں نرم کیا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ علماءِ یہود کے اختلاف، رہبانیت پسند لوگوں کے تشدد اور جہلاء کے توہم کی وجہ سے شریعت موسوی میں بعض ایسی چیزیں حرام قرار پا گئیں تھویں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُس وقت کی موجود تورات کی سند پر ایسی چیزوں کو دوبارہ حلال کیا۔ آیت نمبر۔ ۵۰ میں ماضی مجہول کا لفظ حُرِّمَ آیا ہے جس سے دوسری رائے کو تقویت ملتی ہے، لیکن پہلی رائے کو بھی غلط قرار دینا ممکن نہیں ہے۔ میرے خیال کے مطابق اس امکان کو بھی رد نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مذکورہ دونوں کام کیے ہوں۔

آیت نمبر (52تا54)

﴿ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۚ وَاشْھَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ۝۵۳ وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝۵۴ ع ﴾

ح	س	س

543

(ن) حَسًّا — جڑ سے اُکھاڑنا۔ قتل کرنا۔ ﴿اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ﴾ (3/آل عمران:152) ''جب لوگ قتل کرتے تھے ان کو اس کی اجازت سے۔''

(ض) حِسًّا — حواسِ خمسہ کے ذریعہ کسی بات کا پتہ چلنا۔ محسوس ہونا۔

حَسِيْسٌ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہلکی اور پست آواز۔ سرسراہٹ۔ ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ﴾ (21/الانبیاء:102) ''وہ لوگ نہیں سُنیں گے اس کی سرسراہٹ۔''

(افعال) اِحْسَاسًا — حواسِ خمسہ کے ذریعہ پتہ چلانا۔ احساس کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعّل) تَحَسُّسًا — کوشش کر کے پتہ چلانا۔ سراغ لگانا۔

تَحَسَّسْ — فعل امر ہے۔ تو سراغ لگا۔ ﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ﴾ (12/یوسف:87) ''اے میرے بیٹو تم لوگ جاؤ پھر سراغ لگاؤ یوسف کا اور اس کے بھائی کا۔''

م	ک	ر

(ن) مَكْرًا — خفیہ تدبیر کرنا۔ چال چلنا (اچھے اور برے، دونوں مقصد کے لیے آتا ہے)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مَكْرٌ — اسم ذات بھی ہے۔ تدبیر۔ چال۔ ﴿وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ﴾ (35/فاطر:43) ''اور نہیں پڑتی بُری چال مگر اپنے اہل پر یعنی چال چلنے والے پر۔''

مَاكِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ تدبیر کرنے والا۔ چال چلنے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترجمہ

فَلَمَّآ	اَحَسَّ	عِيْسٰى	مِنْهُمُ	الْكُفْرَ	قَالَ	مَنْ	اَنْصَارِيْٓ
پھر جب	احساس کیا	عیسیٰؑ نے	ان لوگوں سے	انکار کا	تو انہوں نے کہا	کون	میرا مددگار رہے

اِلَى اللّٰهِ	قَالَ	الْحَوَارِيُّوْنَ	نَحْنُ	اَنْصَارُ اللّٰهِ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ
اللہ کی طرف	کہا	حواریوں نے	ہم	اللہ کے مددگار ہیں	ہم ایمان لائے	اللہ پر

وَاشْهَدْ	بِاَنَّا	مُسْلِمُوْنَ	رَبَّنَآ	اٰمَنَّا
اور آپؑ گواہی دیں	کہ ہم	فرمانبرداری قبول کرنے والے ہیں	اے ہمارے رب	ہم ایمان لائے

بِمَآ	اَنْزَلْتَ	وَاتَّبَعْنَا	الرَّسُوْلَ	فَاكْتُبْنَا
اس پر جو	تو نے اُتارا	اور ہم نے پیروی کی	اِن رسولؑ کی	پس تو لکھ دے ہم کو

مَعَ الشّٰهِدِيْنَ	وَمَكَرُوْا	وَمَكَرَ	اللّٰهُ	وَاللّٰهُ
گواہی دینے والوں کے ساتھ	اور ان لوگوں نے چال چلی	اور تدبیر کی	اللہ نے	اور اللہ

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ
بہترین تدبیر کرنے والا ہے

آیت نمبر (55 تا 57)

﴿ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ
فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ﴾

ترکیب

مَرْجِعُكُمْ مبتداء مؤخر ہے۔اس کی خبر محذوف ہے اور قائم مقام خبر مقدم ہے۔اس میں مَرْجِعٌ مصدر بھی ہوسکتا ہے اور اسم الظرف بھی۔ہم مصدر ہونے کو ترجیح دیں گے۔اُعَذِّبُ کا مفعول هُمْ اور عَذَابًا شَدِيْدًا مفعول مطلق ہے۔مِنْ نّٰصِرِيْنَ کا مِنْ تبعیضیہ ہے۔

ترجمہ

اِذْ قَالَ	اللّٰهُ	يٰعِيْسٰى	اِنِّىْ	مُتَوَفِّيْكَ
جب کہا	اللہ نے	اے عیسیٰؑ	بیشک میں	پورا پورا لینے والا ہوں آپؑ کو

وَرَافِعُكَ	اِلَىَّ	وَمُطَهِّرُكَ
اور میں اُٹھانے والا ہوں آپؑ کو	اپنی طرف	اور میں نجات دلانے والا ہوں آپؑ کو

مِنَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَجَاعِلُ	الَّذِيْنَ	اتَّبَعُوْكَ
ان لوگوں سے جنہوں نے	انکار کیا	اور میں بنانے والا ہوں	ان کو جنہوں نے	پیروی کی آپؑ کی

فَوْقَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْۤا	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	ثُمَّ	اِلَىَّ
ان سے اوپر جنہوں نے	انکار کیا	قیامت کے دن تک	پھر	میری طرف ہی

مَرْجِعُكُمْ	فَاَحْكُمُ	بَيْنَكُمْ	فِيْمَا	كُنْتُمْ	فِيْهِ
تم لوگوں کا لوٹنا ہے	تب میں فیصلہ کروں گا	تمہارے مابین	اس میں	تم لوگ	جس میں

تَخْتَلِفُوْنَ	فَاَمَّا الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَاُعَذِّبُهُمْ	عَذَابًا شَدِيْدًا
اختلاف کرتے تھے	پس وہ جنہوں نے	انکار کیا	ان کو تو میں عذاب دوں گا	ایک شدید عذاب

فِى الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ	وَمَا لَهُمْ	مِّنْ نّٰصِرِيْنَ
دنیا میں	اور آخرت میں	اور ان کے لیے نہیں ہے	کسی قسم کا کوئی مدد کرنے والا

وَاَمَّا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	فَيُوَفِّيْهِمْ
اور وہ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	ان کو تو وہ پورا پورا دے گا

اُجُوْرَهُمْ	وَاللّٰهُ	لَا يُحِبُّ	الظّٰلِمِيْنَ
ان کے اجر	اور اللہ	پسند نہیں کرتا	ظلم کرنے والوں کو

نوٹ۔1

آیت نمبر۔2/40 کی لغت میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ باب تفعّل میں تَوَفِّی ۔ یَتَوَفّٰی کے اصلی معنی ہیں ’’پورا پورا لے لینا۔‘‘ پھر اس سے موت دینا مراد لیا جاتا ہے، جو کہ اس کے مجازی معنی ہیں۔ اس آیت میں لفظ مُتَوَفِّی آیا ہے جو اس کا اسم الفاعل ہے۔ اس کے اصلی معنی ہیں پورا پورا لے لینے والا، اور اس کے مجازی معنی ہیں موت دینے والا۔

اس قسم کے الفاظ کے متعلق اصول یہ ہے کہ عبارت یا جملہ میں کوئی ایسا قرینہ موجود ہو کہ ایسے لفظ کے اصلی معنی لینا ممکن نہ ہو، تب مجازی معنی لیے جاتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی ایسا قرینہ موجود ہو کہ مجازی معنی لینا ضروری ہو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی صورت نہ ہو تو پھر عام طور پر لفظ کے اصلی معنی ہی لیے جاتے ہیں۔

آیت زیرِ مطالعہ میں مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت موجود نہیں ہے۔ اس لیے اصولاً مُتَوَفِّیْکَ اصلی معنی ہی لیا جانا چاہیے۔ اب یہ ایک غیر معمولی بات ہے کہ یہاں ایک ایسا قرینہ موجود ہے جس کی وجہ سے مجازی معنی لینا ممکن نہیں رہتا اور وہ یہ کہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ کے بعد وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ بات بہت واضح ہے کہ لفظ مُتَوَفِّی کا معنی مراد یعنی صاحبِ کلام کا مطلب اگر ’’موت دینے والا‘‘ ہوتا تو پھر رَافِعُکَ کا اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس اضافے نے مُتَوَفِّی کے مجازی معنی کے امکان کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ہے۔

فعل رَفَعَ بھی دو معانی میں آتا ہے۔ (۱) جسمانی طور پر اُٹھانا۔ (۲) درجات یا رُتبہ کے لحاظ سے بلند کرنا۔ قرآن مجید میں اس کے مختلف صیغے اور مشتقات 29 مقامات پر آئے ہیں، کہیں پہلے اور کہیں دوسرے معنی میں۔ اس ضمن میں نوٹ کرنے والی بات یہ ہے کہ پورے قرآن مجید میں اس کے ساتھ اِلٰی کا صلہ صرف دو مقامات پر آیا ہے، ایک آیت زیرِ مطالعہ میں اور دوسرا آیت نمبر۔۴/۱۵۸ میں۔ دونوں جگہ یہ حضرت عیسیٰؑ کے لیے آیا ہے اور دونوں جگہ اِلٰی کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔ اس کی وجہ سے یہ امکان ختم ہو جاتا ہے کہ مذکورہ دونوں مقامات پر حضرت عیسیٰؑ کے رُتبہ کی بلندی کا معنی لیا جائے۔ اس لیے اس آیت کا معنی مراد یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو ان کے جسم کے ساتھ اللہ نے آسمان میں اُٹھایا۔

جو لوگ اس آیت میں لفظ مُتَوَفِّی کا مطلب ’’موت دینے والا‘‘ لیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ امت کے مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اس کے یہی معنی لیے ہیں۔ یہ بات درست ہے لیکن انہوں نے آیت کے معنی مراد کو بھی قائم رکھا ہے۔ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ ’’میں آپ علیہ السلام کو اپنی طرف اُٹھالوں گا پھر آخر زمانہ میں آپ علیہ السلام کو طبعی طور پر وفات دوں گا۔‘‘ (درمنثور، ج2ص36۔ منقول از معارف القرآن)۔ یعنی آیت کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے۔ پہلے رَافِعُکَ کا وقوع ہو گا اور اس کے بعد مُتَوَفِّیْکَ کا وقوع ہو گا۔

امام رازیؒ نے نشاندہی کی ہے کہ بعض مصلحتوں کے تحت قرآنِ کریم میں اس طرح کی تقدیم و تاخیر بکثرت آئی ہے کہ جو واقعہ بعد میں ہونے والا تھا اس کو پہلے اور پہلے ہونے والے واقعہ کو بعد میں بیان فرمایا (تفسیر کبیر، ج2، ص481 منقول از معارف القرآن)۔ آیت زیرِ مطالعہ میں تقدیم و تاخیر کس مصلحت سے کی گئی ہے، اس کی وضاحت معارف القرآن میں دی ہوئی ہے۔ خواہشمند حضرات وہاں سے مطالعہ کر لیں۔

اس طرح آیت زیرِ مطالعہ اور آیت نمبر۔4/187 نص صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسمانی طور پر آسمان میں اُٹھایا ہے اور حضرت ابن عباس کی تفسیر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں واپس آنے کی سند بھی آیت زیرِ مطالعہ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ ایک سو سے زائد احادیث میں مختلف پیرائے میں جو خبریں دی گئی ہیں ان کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی اور ان کی واپسی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہو جاتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ آل عمران (۳)

آیت نمبر (58 تا 60)

﴿ ذٰلِكَ نَتۡلُوۡهُ عَلَيۡكَ مِنَ الۡاٰيٰتِ وَالذِّكۡرِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيۡسٰى عِنۡدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنۡ
تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۵۹﴾ اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ﴿۶۰﴾ ﴾

ترکیب

مِنۡ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَلذِّكۡرِ الۡحَكِيۡمِ مجرور ہے۔ اِنَّ کا اسم مَثَلَ عِيۡسٰى ہے اس لیے اس کا مضاف مَثَلَ منصوب ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ كَمَثَلِ اٰدَمَ قائم مقام خبر ہے اور عِنۡدَ اللّٰهِ متعلق خبر ہے۔

ترجمہ

ذٰلِكَ	نَتۡلُوۡهُ	عَلَيۡكَ	مِنَ الۡاٰيٰتِ	وَالذِّكۡرِ الۡحَكِيۡمِ
یہ	ہم پڑھ کر سناتے ہیں اسے	آپ ؐ کو	آیتوں میں سے	اور پُرحکمت نصیحت میں سے

اِنَّ	مَثَلَ عِيۡسٰى	عِنۡدَ اللّٰهِ	كَمَثَلِ اٰدَمَ	خَلَقَهٗ
یقیناً	عیسیٰ ؑ کی مثال	اللہ کے نزدیک	آدمؑ کی مثال جیسی ہے	اس نے پیدا کیا انؑ کو

مِنۡ تُرَابٍ	ثُمَّ	قَالَ	لَهٗ	كُنۡ	فَيَكُوۡنُ	اَلۡحَقُّ
ایک مٹی سے	پھر	اس نے کہا	انؑ سے	تو ہو جا	پس وہ ہو گئے	حق ہے

مِنۡ رَّبِّكَ	فَلَا تَكُنۡ	مِّنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ
تیرے رب (کی طرف) سے	تو آپ ؐ نہ ہوں	شک کرنے والوں میں سے

آیت نمبر (61 تا 63)

﴿ فَمَنۡ حَآجَّكَ فِيۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَ
نِسَآءَكُمۡ وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَكُمۡ ۟ قف ثُمَّ نَبۡتَهِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ
الۡقَصَصُ الۡحَقُّ ۚ وَمَا مِنۡ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ
بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ﴿۶۳﴾ ع ﴾

ب ہ ل

(ف) بَهۡلًا کسی کو آزاد چھوڑنا۔

(افتعال) اِبۡتِهَالًا اہتمام سے آزاد ہونا۔ آزادی سے کھل کر التجا کرنا۔ گڑگڑانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

فعل امر تَعَالَوْا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے نَدْعُ۔ نَبْتَهِلْ اور نَجْعَلْ مجزوم ہوئے ہیں۔ اِنَّ کا اسم هٰذَا ہے۔ اِنَّ کی خبر پر تاکید مزید کے لئے اکثر لام تاکید لگا دیتے ہیں۔ وہی لام تاکید یہاں ضمیر فاصل هُوَ پر آیا ہے اور اَلْقَصَصُ الْحَقُّ خبر معرفہ ہے۔ مِنْ اِلٰهٍ کا مِنْ تبعیضیہ ہے۔

ترجمہ

فَمَنْ	حَآجَّكَ	فِيْهِ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	جَآءَكَ	مِنَ الْعِلْمِ
پھر جو	حجت کرے آپؐ سے	اس میں	اس کے بعد کو جو	آیا آپؐ کے پاس	علم میں سے

فَقُلْ	تَعَالَوْا	نَدْعُ	اَبْنَآءَنَا	وَاَبْنَآءَكُمْ	وَنِسَآءَنَا
تو آپؐ کہیں	تم لوگ آؤ	تو ہم پکاریں	اپنے بیٹوں کو	اور (تم) تمہارے بیٹوں کو	اور (ہم) اپنی عورتوں کو

وَنِسَآءَكُمْ	وَاَنْفُسَنَا	وَاَنْفُسَكُمْ	ثُمَّ نَبْتَهِلْ
اور (تم) تمہاری عورتوں کو	اور (ہم) اپنی جانوں کو	اور (تم) تمہاری جانوں کو	پھر ہم گڑگڑائیں

فَنَجْعَلْ	لَّعْنَتَ اللّٰهِ	عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	اِنَّ هٰذَا	لَهُوَ
پھر ہم بنائیں (یعنی بھیجیں)	اللہ کی لعنت	جھوٹ کہنے والوں پر	بیشک یہ	لازماً یہی

الْقَصَصُ الْحَقُّ	وَمَا	مِنْ اِلٰهٍ	اِلَّا اللّٰهُ	وَاِنَّ اللّٰهَ
سچا قصہ ہے	اور نہیں ہے	کسی قسم کا کوئی اِلٰہ	سوائے اللہ کے	اور یقیناً اللہ

لَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ	فَاِنْ	تَوَلَّوْا
لازماً وہی	بالادست ہے	حکمت والا ہے	پھر اگر	وہ لوگ روگردانی کریں

فَاِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	بِالْمُفْسِدِيْنَ
تو یقیناً اللہ (تو)	جاننے والا ہے	فساد پھیلانے والوں کو

آیت نمبر (64تا66)

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا
يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝٦٤ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
لِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝٦٥ هٰٓاَنْتُمْ
هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٦٦﴾

ترکیب

كَلِمَةٍ نکرہ مخصوصہ ہے اور سَوَآءٍ اس کی خصوصیت ہے۔ اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے اور اس میں لائے نفی ہے، اس لئے اَنْ نے نَعْبُدَ کو منصوب کیا ہے۔ نُشْرِكَ اور يَتَّخِذَ، اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ يَتَّخِذَ کا فاعل

بَعْضُنَا ہے۔ بَعْضًا اس کا مفعول اوّل اور اَرْبَابًا مفعول ثانی ہے۔ ھَا کَلمہ تنبیہ ہے۔ اَنْتُمْ مبتداء ہے اور ھٰٓؤُلَآءِ اس کی خبر ہے۔ حَاجَجْتُمْ خبر کا بدل ہے اس لئے ترجمہ حال میں ہوگا۔ لَیْسَ کا اسم عِلْمٌ ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے اور لَکُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

قُلْ	یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ	تَعَالَوْا	اِلٰی کَلِمَۃٍ	سَوَآءٍ	بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ
آپؐ کہیئے	اے اہل کتاب	تم لوگ آؤ	ایک ایسے کلمے کی طرف جو	یکساں ہے	ہمارے اور تمہارے درمیان

اَلَّا نَعْبُدَ	اِلَّا اللّٰہَ	وَلَا نُشْرِکَ	بِہٖ	شَیْئًا
کہ ہم بندگی نہ کریں	مگر اللہ کی	اور (یہ) کہ ہم شرک نہ کریں	اس کے ساتھ	ذرا سا بھی

وَّلَا یَتَّخِذَ	بَعْضُنَا	بَعْضًا	اَرْبَابًا	مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ	فَاِنْ
اور (یہ) کہ نہ بنائے	ہم میں سے کوئی	کسی کو	پرورش کرنے والا	اللہ کے سوا	پھر اگر

تَوَلَّوْا	فَقُوْلُوا	اشْھَدُوْا	بِاَنَّا	مُسْلِمُوْنَ	یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ
وہ لوگ روگردانی کریں	تو تم لوگ کہو	گواہ ہو	کہ ہم تو	تابعداری کرنے والے ہیں	اے اہلِ کتاب

لِمَ	تُحَآجُّوْنَ	فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ	وَمَآ	اُنْزِلَتِ	التَّوْرٰىةُ
کیوں	تم لوگ حجت کرتے ہو	ابراہیمؑ (کے بارے) میں	حالانکہ نہیں	اُتاری گئی	تورات

وَالْاِنْجِیْلُ	اِلَّا مِنْ بَعْدِہٖ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ	ھٰٓاَنْتُمْ	ھٰٓؤُلَآءِ
اور انجیل	مگر انؑ کے بعد	تو کیا تم لوگ عقل نہیں کرتے	سن لو! تم لوگ	وہ ہو

حَاجَجْتُمْ	فِیْمَا	لَکُمْ	بِہٖ	عِلْمٌ	فَلِمَ	تُحَآجُّوْنَ
جو حجت کرتے ہو	اس میں	تمہارے لئے	جس میں	ایک علم ہے	پھر کیوں	تم لوگ حجت کرتے ہو

فِیْمَا	لَیْسَ	لَکُمْ	بِہٖ	عِلْمٌ	وَاللّٰہُ	یَعْلَمُ	وَاَنْتُمْ
اس میں	نہیں ہے	تمہارے لئے	جس میں	کوئی علم	اور اللہ	جانتا ہے	اور تم لوگ

لَا تَعْلَمُوْنَ
نہیں جانتے

نوٹ۔1

کسی کو رب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت کی جائے۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔2

یہودی کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔ عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ وہ نصرانی تھے۔ اس حجت کا حوالہ دے کر ان کی توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرائی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینکڑوں سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

توراۃ نازل ہوئی، جس کے بعد یہودیت وجود میں آئی۔ اور انؑ کے ہزاروں سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی، جس کے بعد نصرانیت وجود میں آئی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی کیسے ہو گئے۔ تو کیا تمہاری 559 مت بالکل ہی ماری گئی ہے۔

آیت نمبر (67تا69)

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝٦٧ اِنَّ
اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَھٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٦٨ وَدَّتْ
طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝٦٩﴾

ترکیب

يَهُوْدِيًّا۔ نَصْرَانِيًّا۔ حَنِيْفًا اور مُسْلِمًا، یہ سب کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ میں اَوْلٰی تفضیل کل ہے اور یہ پورا فقرہ اِنَّ کا اسم ہے۔ لَلَّذِيْنَ کا لام تاکید ہے۔ اِنَّ کی خبر اوّل لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ ہے وَھٰذَا النَّبِيُّ خبر ثانی ہے اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خبر ثالث ہے

ترجمہ

مَا كَانَ	اِبْرٰهِيْمُ	يَهُوْدِيًّا	وَّلَا نَصْرَانِيًّا	وَّلٰكِنْ	كَانَ	حَنِيْفًا
نہیں تھے	ابراہیمؑ	یہودی	اور نہ ہی نصرانی	بلکہ	وہ تھے	یکسو

مُّسْلِمًا	وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اِنَّ	اَوْلَى النَّاسِ
فرمانبردار	اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	بیشک	لوگوں میں سب سے زیادہ قریب

بِاِبْرٰهِيْمَ	لَلَّذِيْنَ	اتَّبَعُوْهُ	وَھٰذَا النَّبِيُّ
ابراہیمؑ سے	لازماً وہ لوگ ہیں جنہوں نے	پیروی کی ان کی	اور یہ نبیؐ ہیں

وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَاللّٰهُ	وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ	وَدَّتْ
اور وہ لوگ ہیں جو	ایمان لائے (ان نبیؐ پر)	اور اللہ	مومنوں کا کارساز ہے	آرزو کی

طَّاۗىِٕفَةٌ	مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ	لَوْ	يُضِلُّوْنَكُمْ
ایک جماعت نے	اہل کتاب میں سے	کاش	وہ لوگ گمراہ کردیں تم لوگوں کو

وَمَا يُضِلُّوْنَ	اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ	وَ	مَا يَشْعُرُوْنَ
اور وہ گمراہ نہیں کرتے	مگر اپنے آپ کو	اس حال میں کہ	وہ لوگ شعور نہیں رکھتے

آیت نمبر (70تا72)

﴿يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝٧٠ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ
بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٧١ۧ وَقَالَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَي
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٧٢ۚۖ﴾

ترکیب

اٰمِنُوْا کا مفعول بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ ہے۔ وَجْهَ النَّهَارِ میں وَجْهَ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اسی طرح اٰخِرَ بھی ظرف ہے اور اس کے ساتھ ہٗ کی ضمیر اَلنَّهَارِ کے لئے ہے۔ لَعَلَّهُمْ کی ضمیر اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے لئے ہے۔

ترجمہ

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	لِمَ	تَكْفُرُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَ	اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ
اے اہلِ کتاب	کیوں	تم لوگ انکار کرتے ہو	اللہ کی آیتوں کا	حالانکہ	تم لوگ گواہی دیتے ہو

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	لِمَ	تَلْبِسُوْنَ	الْحَقَّ	بِالْبَاطِلِ	وَتَكْتُمُوْنَ	الْحَقَّ
اے اہلِ کتاب	کیوں	تم لوگ گڈ مڈ کرتے ہو	حق کو	باطل کے ساتھ	اور چھپاتے ہو	حق کو

وَ	اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ	وَقَالَتْ	طَّآىِٕفَةٌ	مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	اٰمِنُوْا
حالانکہ	تم لوگ جانتے ہو	اور کہا	ایک جماعت نے	اہلِ کتاب میں سے	تم لوگ ایمان لاؤ

بِالَّذِیْٓ	اُنْزِلَ	عَلَى الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَجْهَ النَّهَارِ	وَاكْفُرُوْٓا
اس پر جو	اُتارا گیا	ان لوگوں پر جو	ایمان لائے	دن کے شروع میں	اور انکار کرو

اٰخِرَهٗ	لَعَلَّهُمْ	یَرْجِعُوْنَ
اس کے آخر میں	شائد وہ لوگ	لوٹ آئیں

آیت نمبر (73 تا 74)

﴿وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ اَوْ
یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۚۙ ﴿73﴾ یَّخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿74﴾﴾

ترکیب

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا کا واو گزشتہ آیت میں وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ پر عطف ہے، اور تُؤْمِنُوْا کے بعدل کا صلہ آیا ہے۔ ترجمہ اس کے لحاظ سے ہوگا۔ (دیکھیں آیت نمبر۔۲/۵۵، نوٹ۔۱) اِنَّ کا اسم اَلْهُدٰى ہے اور اس پر لام جنس ہے، جب کہ هُدَى اللّٰهِ خبر ہے اور یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ اَنْ یُّؤْتٰى میں اَنْ پیچھے وَلَا تُؤْمِنُوْا پر عطف ہے اور اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے آگے یُحَآجُّوْا منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا	اِلَّا	لِمَنْ	تَبِعَ	دِیْنَكُمْ	قُلْ
اور (جماعت نے کہا) تم لوگ بات مت مانو	مگر	اس کی جو	چلا	تمہارے دین پر	آپؐ کہئے

اِنَّ	الْهُدٰى	هُدَى اللّٰهِ	اَنْ	یُّؤْتٰٓى	اَحَدٌ
یقیناً	اصل ہدایت	اللہ کی ہدایت ہے	(اور نہ مانو) کہ	دیا جائے گا	کسی ایک کو

مِثْلَ مَآ	اُوْتِيْتُمْ	اَوْ	يُحَآجُّوْكُمْ	عِنْدَ رَبِّكُمْ
اس کے جیسا جو	دیا گیا تم کو	یا	(یہ کہ) وہ لوگ حجت کریں گے تم سے	تمہارے رب کے پاس

قُلْ	اِنَّ	الْفَضْلَ	بِيَدِ اللّٰهِ	يُؤْتِيْهِ	مَنْ	يَّشَآءُ
آپ کہیے	یقیناً	فضل	اللہ کے ہاتھ میں ہے	وہ دیتا ہے اسے	اس کو جسے	وہ چاہتا ہے

وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِيْمٌ	يَّخْتَصُّ	بِرَحْمَتِهٖ	مَنْ
اور اللہ	وسعت والا ہے	جاننے والا ہے	وہ مخصوص کرتا ہے	اپنی رحمت سے	اس کو جسے

يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
وہ چاہتا ہے	اور اللہ	بڑے فضل والا ہے

آیت نمبر (75 تا 76)

﴿ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ
اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٦﴾ ﴾

ترکیب

مَادُمْتَ افعال ناقصہ میں سے ہے (دیکھیں آیت نمبر۔ ۲ / ۵۷، نوٹ۔ ۲)۔ اس کا اسم اس میں شامل اَنْتَ کی ضمیر ہے اور قَآئِمًا اس کی خبر ہے۔ لَيْسَ کا اسم سَبِيْلٌ ہے، خبر محذوف ہے اور عَلَيْنَا قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ	مَنْ	اِنْ	تَاْمَنْهُ	بِقِنْطَارٍ
اور اہل کتاب میں سے	وہ بھی ہے جو	(کہ) اگر	تو بھروسہ کرے اس پر	ڈھیروں (مال) کا

يُّؤَدِّهٖٓ	اِلَيْكَ	وَمِنْهُمْ	مَّنْ	اِنْ	تَاْمَنْهُ
تو وہ واپس کرے گا اسے	تیری طرف	اور ان میں سے	وہ بھی ہے جو	(کہ) اگر	تو بھروسہ کرے اس پر

بِدِيْنَارٍ	لَّا يُؤَدِّهٖٓ	اِلَيْكَ	اِلَّا	مَا دُمْتَ
ایک دینار کا	تو وہ واپس نہیں کرے گا اسے	تیری طرف	مگر	جب تک تو رہے

عَلَيْهِ	قَآئِمًا	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	قَالُوْا	لَيْسَ	عَلَيْنَا
اس پر	کھڑا	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	کہا	نہیں ہے	ہم پر

فِي الْاُمِّيّٖنَ	سَبِيْلٌ	وَيَقُوْلُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ
اُمّی لوگوں (کے بارے) میں	کوئی الزام	اور وہ لوگ کہتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ

وَ	هُمْ يَعْلَمُوْنَ	بَلٰى	مَنْ	اَوْفٰى	بِعَهْدِهٖ	وَاتَّقٰى
اس حال میں کہ	وہ لوگ جانتے ہیں	کیوں نہیں	جس نے	پورا کیا	اپنے عہد کو	اور تقویٰ اختیار کیا

فَاِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُتَّقِيْنَ
تو یقیناً اللہ	پسند کرتا ہے	تقویٰ کرنے والوں کو

آیت نمبر (77 تا 78)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ
اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٧﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ
اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٨﴾﴾

ل و ی

(ض) لَيًّا: بنیادی مفہوم ہے رسی بٹنا۔ پھر زیادہ تر دو معانی میں آتا ہے۔ (۱) کسی چیز کو مروڑنا۔ (۲) کسی چیز کو گھمانا۔ ﴿وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا﴾ (4/النساء:135) ''اور اگر تم لوگ مروڑتے ہو (بات کو) یا اعراض کرتے ہو۔'' ﴿اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓي اَحَدٍ﴾ (3/آل عمران:153) ''جب تم لوگ بھاگے جاتے تھے اور نہیں گھماتے تھے (گردن کو) کسی ایک پر۔''

(تفعیل) تَلْوِيَةً: بار بار مروڑنا۔ بار بار گھمانا۔ ﴿لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ﴾ (63/المنفقون:5) ''تو وہ لوگ مٹکاتے ہیں اپنے سروں کو۔''

ل س ن

(س) لَسَنًا: قوتِ گویائی ہونا۔

لِسَانٌ: ج اَلْسِنَةٌ۔ اسم ذات ہے اور دو معانی میں آتا ہے۔ (۱) زبان بمعنی بولی۔ (۲) زبان بمعنی عضو گویائی۔ ﴿لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾ (26/الشعراء:195) ''تا کہ آپ ﷺ ہو جائیں خبردار کرنے والوں میں سے واضح عربی زبان میں۔'' ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ (75/القیٰمۃ:16) ''آپ ﷺ بار بار حرکت نہ دیں اس کے ساتھ اپنی زبان کو۔''

ترکیب

اَیْمَانِهِمْ میں اَیْمَانِ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ بِ پر عطف ہے۔ اَلَّذِیْنَ کا موصول اُولٰٓئِکَ ہے۔ یَوْمَ ظرف ہے۔ فَرِیْقًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ یَلْوٗنَ دراصل باب ضرب سے فعل مضارع یَلْوِیُوْنَ تھا جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر یَلْوُوْنَ ہوا جسے یَلْوٗنَ لکھا گیا۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	يَشْتَرُوْنَ	بِعَهْدِ اللّٰهِ	وَاَيْمَانِهِمْ	ثَمَنًا قَلِيْلًا
بیشک جو لوگ	خریدتے ہیں	اللہ کے عہد کے بدلے	اور اپنی قسموں کے بدلے	تھوڑی قیمت کو

اُولٰٓئِكَ	لَا خَلَاقَ	لَهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ 259
یہ وہ لوگ ہیں	بھلائی میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں ہے	جن کے لئے	آخرت میں

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ	اللّٰهُ	وَلَا يَنْظُرُ	اِلَيْهِمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اور کلام نہیں کرے گا ان سے	اللہ	اور نہ ہی وہ دیکھے گا	ان کی طرف	قیامت کے دن

وَلَا يُزَكِّيْهِمْ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ	وَاِنَّ	مِنْهُمْ
اور نہ ہی وہ پاک کرے گا ان کو	اور ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	اور بیشک	ان میں

لَفَرِيْقًا	يَّلْوٗنَ	اَلْسِنَتَهُمْ	بِالْكِتٰبِ	لِتَحْسَبُوْهُ
لازماً ایک ایسا فریق ہے	جو مروڑتا ہے	اپنی زبانوں کو	کتاب میں	تاکہ تم لوگ گمان کرو ان کو

مِنَ الْكِتٰبِ	وَمَا هُوَ	مِنَ الْكِتٰبِ	وَيَقُوْلُوْنَ	هُوَ	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
کتاب میں سے	حالانکہ وہ	کتاب سے نہیں ہے	اور وہ لوگ کہتے ہیں	وہ	اللہ کے پاس سے ہے

وَمَا هُوَ	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	وَيَقُوْلُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ
حالانکہ وہ	اللہ کے پاس سے نہیں ہے	اور وہ لوگ کہتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ

وَ	هُمْ	يَعْلَمُوْنَ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	جانتے ہیں

نوٹ۔1

کسی سے بات نہ کرنا اور اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھنا، دراصل غصے اور ناراضگی کی انتہائی اور آخری شکل ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ آخرت میں ایک طرف تو کچھ وہ نصیبے والے ہوں گے جو کسی حساب کتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے، وہیں کچھ ایسے بد نصیب بھی ہوں گے جو کسی حساب کتاب کے بغیر جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔

آیات زیر مطالعہ میں یہ بات ایسے یہود و نصاریٰ کے حوالے سے کہی گئی ہے جو تورات اور انجیل کو دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور اس غرض سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ اس لیے ہم لوگوں کا ذہن مطمئن رہتا ہے کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ایک بہت مہلک غلط فہمی ہے، اسے دور کرنا ضروری ہے۔

اصولی بات یہ ہے کہ قرآن مجید نہ تو تاریخ کی کتاب ہے اور نہ ہی تاریخ کا علم دینا اس کا مقصد ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کا ذکر ہماری ہدایت اور راہنمائی کی غرض سے کیا گیا ہے اس لیے ایسے مقامات کا مطالعہ کرتے وقت ضروری ہے کہ اپنے گریبان میں جھانک کر ایک مرتبہ ہم اپنا جائزہ ضرور لیں، ورنہ قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے کا مقصد فوت ہوجائے گا۔

یہ اصول اگر سمجھ میں آ گیا ہے تو آیات زیرِ مطالعہ کے حوالے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کے کچھ لوگوں نے تورات اور انجیل کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہی سلوک اگر ہم نے قرآن مجید کے ساتھ کیا تو ہمارا بھی وہی حشر ہوگا جو ایسے یہود و نصاریٰ کا ہونا ہے اور جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا منطقی دلیل کے علاوہ اس بات کی بہت واضح سند قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیت نمبر۔2/172 میں خطاب کا آغاز یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ہوا ہے۔ یعنی یہ خطاب براہِ راست ہم لوگوں سے ہے اور اسی تسلسل میں آیت نمبر۔2/174 میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ یقینا جو لوگ اس کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اُتارا ہے، ان سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو کلام کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ اب کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس لیے ہر شخص کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ قرآن مجید کے کتنے حقوق ادا کر رہا ہے۔ اس میں کوتاہی کے نتیجے پر ایک حدیث سے بھی روشنی پڑتی ہے۔

آیت نمبر۔17/79 کی تفسیر میں ابنِ کثیرؒ نے ایک بہت طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ آخری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کچھ امتیوں کو دوزخ سے نکال کر لائیں گے تو فرمائیں گے کہ یا اللہ! اب تو وہاں پر وہ لوگ رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے خلاف قرآن کی حجت قائم ہوگئی وہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بھی محروم رہے گا۔

اب اپنے اوپر یہ لازم کر لیں کہ آپ معلوم کریں کہ قرآن مجید کے آپ پر کیا حقوق ہیں اور پھر اپنے مقدور بھر اس کی ادائیگی کی کوشش کریں تا کہ قیامت کے دن آپ یہ معذرت پیش کر سکیں کہ یا اللہ! میں نے اپنے مقدور بھر کوشش کی تھی اور کوشش کرنے کے بعد تیری اس رحمت کا آسرا کیا تھا کہ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

آیت نمبر(79تا80)

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝79 وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝80﴾ ع

د ر س

(ن) دُرُوْسًا: کسی مٹنے والی چیز کا نشان باقی رہ جانا۔

دِرَاسَةً: کسی کتاب کا علم محفوظ کرنا۔ توجہ سے پڑھنا۔ سبق لینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ ﴿وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝156﴾ (6/الانعام:156) ”اور بیشک ہم لوگ تھے ان سے سبق لینے سے غفلت برتنے والے۔“

ترکیب

مَاکَانَ کی خبر محذوف ہے جو جَائِزًا یا مُنَاسِبًا ہو سکتی ہے۔ یَقُوْلَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَنْ پر عطف ہے۔ وَلٰکِنْ کے بعد یَقُوْلُ محذوف ہے۔ بِمَا کا ب سببیہ ہے۔ وَلَا کے بعد جَائِزٌ اَنْ محذوف ہے۔

ترجمہ

مَا كَانَ	لِبَشَرٍ	اَنْ	يُّؤْتِيَهُ	اللّٰهُ	الْكِتٰبَ	وَالْحُكْمَ
اور (جائز) نہیں ہے	کسی بشر کے لیے	کہ	اس کو دی	اللہ	کتاب	اور حکمت

وَالنُّبُوَّةَ	ثُمَّ	يَقُوْلَ	لِلنَّاسِ	كُوْنُوْا	عِبَادًا 559	لِّيْ
اور نبوت	پھر	(یہ کہ) وہ کہے	لوگوں سے	تم لوگ ہو جاؤ	بندے	میرے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلٰكِنْ	كُوْنُوْا	رَبّٰنِيّٖنَ	بِمَا
اللہ کے علاوہ	اور لیکن (یعنی بلکہ وہ کہے)	تم لوگ ہو جاؤ	رب والے	اس سبب سے کہ جو

كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ	الْكِتٰبَ	وَبِمَا	كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ
تم لوگ تعلیم دیا کرتے ہو	کتاب کی	اور اس سبب سے کہ جو	تم لوگ سبق لیا کرتے ہو

وَلَا	يَاْمُرَكُمْ	اَنْ	تَتَّخِذُوا	الْمَلٰٓئِكَةَ	وَالنَّبِيّٖنَ
اور نہ ہی (جائز ہے کہ)	وہ حکم دے تم کو	کہ	تم لوگ بناؤ	فرشتوں کو	اور نبیوں کو

اَرْبَابًا	اَيَاْمُرُكُمْ	بِالْكُفْرِ	بَعْدَ اِذْ	اَنْتُمْ	مُّسْلِمُوْنَ
پرورش کرنے والا	کیا وہ حکم دے گا تم کو	کفر کا	اس کے بعد کہ جب	تم لوگ	مسلمان ہو

آیت نمبر (81 تا 82)

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ
فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۸۱ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۸۲ ﴾

ترکیب

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ کا مَا موصولہ ہے اور اس پر لام تاکید ہے۔ قَالَ کا فاعل ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے اور قَالُوْا کا فاعل ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلنَّبِيّٖنَ کے لیے ہے۔ وَاَخَذْتُمْ میں حرف استفہام ءَ محذوف ہے اور اس کا مفعول اِصْرِيْ ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	اَخَذَ	اللّٰهُ	مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ	لَمَآ	اٰتَيْتُكُمْ
اور جب	لیا	اللہ نے	نبیوں کا عہد (انبیاء سے)	جو کچھ	میں دوں تم لوگوں کو

مِّنْ كِتٰبٍ	وَّحِكْمَةٍ	ثُمَّ	جَآءَكُمْ	رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
کسی کتاب سے	اور کسی حکمت سے	پھر	آئے تمہارے پاس	ایک تصدیق کرنے والا رسول

لِّمَا	مَعَكُمْ	لَتُؤْمِنُنَّ	بِهٖ	وَلَتَنْصُرُنَّهٗ
اس کی جو	تمہارے پاس ہے	تو تم لوگ لازماً ایمان لاؤ گے	اس پر	اور تم لوگ لازماً مدد کرو گے اس کی

قَالَ	ءَ	اَقْرَرْتُمْ	وَاَخَذْتُمْ	عَلٰي ذٰلِكُمْ	اِصْرِيْ
(اللہ نے) کہا	کیا	اقرار کیا تم لوگوں نے	اور (کیا) پکڑا تم لوگوں نے	اس پر	میرے عہد کو

قَالُوْٓا	اَقْرَرْنَا	قَالَ	فَاشْهَدُوْا	وَاَنَا	559 مَعَكُمْ
(انبیاء نے) کہا	ہم نے اقرار کیا	(اللہ نے) کہا	پس تم لوگ گواہ ہو جاؤ	اور میں	تمہارے ساتھ

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ	فَمَنْ	تَوَلّٰى	بَعْدَ ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ
گواہی دینے والوں میں سے ہوں	پھر جو	روگردانی کرے	اس کے بعد	تو وہ لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ
ہی نافرمانی کرنے والے ہیں

نوٹ-1

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء و رسل بھیجے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور کچھ کا نہیں ہے۔ (۴/۱۶۴۔۴۰/۷۸)۔قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کبھی ایک سے زیادہ انبیاء مبعوث رہے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام یا حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۔ ایک بستی والوں کا ذکر ہے جہاں بیک وقت تین انبیاء مبعوث ہوئے تھے(۳۶/۱۴)لیکن زیادہ تر یہ ہوتا تھا کہ ایک نبی کے جانے کے بعد دوسرا نبی آتا تھا۔

اس پس منظر میں یہ بات سمجھ لیں کہ جو انبیاء اپنے بعد میں آنے والے نبی کا زمانہ نہیں پاتے تھے وہ اپنی قوم کو ان کی آمد کی خبر اور نشانیاں بتا کر تاکید کر جاتے تھے کہ جب وہ آئیں تو تم لوگ لازماً ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء و رسل کا یہ دستور رہا ہے۔

تاریخ انبیاء میں یہ پہلا اور واحد موقع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اور انتہائی تاکید کے ساتھ خبر دی ہے کہ اب ان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النّبیّٖن ہونے کا ایک بہت واضح ثبوت ہے۔

آیت نمبر (83 تا 85)

﴿ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾ قُلْ
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ
مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ
غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ ﴾

ترکیب

يَبْغُوْنَ کا مفعول غَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ ہے اس لیے غَيْرَ منصوب ہے۔ طَوْعًا اور كَرْهًا حال ہیں۔ اِبْرٰهِيْمَ سے وَالْاَسْبَاطِ تک سب الفاظ عَلٰي پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ مَنْ شرطیہ ہے اس لیے يَبْتَغِ مجزوم ہوا ہے۔ اس کا مفعول غَيْرَ الْاِسْلَامِ ہے اور دِيْنًا تمیز ہے۔

ترجمہ

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ	يَبْغُوْنَ	وَ	لَهٗٓ	اَسْلَمَ
تو کیا اللہ کے دین کے علاوہ	وہ لوگ چاہتے ہیں	حالانکہ	اس کا ہی	فرمانبردار ہوا

559

مَنۡ	فِی السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضِ	طَوۡعًا	وَّ کَرۡهًا
وہ، جو	آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	تابعداری کرتے ہوئے	اور ناپسند کرتے ہوئے

وَّ اِلَیۡهِ	یُرۡجَعُوۡنَ	قُلۡ	اٰمَنَّا	بِاللّٰهِ
اور اس کی طرف ہی	وہ لوگ لوٹائے جائیں گے	آپؐ کہیے	ہم ایمان لائے	اللہ پر

وَمَاۤ	اُنۡزِلَ	عَلَیۡنَا	وَمَاۤ	اُنۡزِلَ	عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ	وَاِسۡمٰعِیۡلَ
اور اس پر جو	اُتارا گیا	ہم پر	اور اس پر جو	اُتارا گیا	ابراہیمؑ پر	اور اسمٰعیلؑ پر

وَاِسۡحٰقَ	وَیَعۡقُوۡبَ	وَالۡاَسۡبَاطِ	وَمَاۤ	اُوۡتِیَ	مُوۡسٰی
اور اسحاقؑ پر	اور یعقوبؑ پر	اور (ان کی) نسل پر	اور اس پر جو	دیا گیا	موسیٰؑ کو

وَعِیۡسٰی	وَالنَّبِیُّوۡنَ	مِنۡ رَّبِّهِمۡ	لَا نُفَرِّقُ	بَیۡنَ اَحَدٍ
اور عیسیٰؑ کو	اور نبیوں کو	ان کے رب (کی طرف) سے	ہم فرق نہیں کرتے	کسی ایک کے درمیان

مِّنۡهُمۡ	وَنَحۡنُ	لَهٗ	مُسۡلِمُوۡنَ	وَمَنۡ	یَّبۡتَغِ
ان میں سے	اور ہم	اس کی ہی	فرمانبرداری کرنے والے ہیں	اور جس نے	جستجو کی

غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ	دِیۡنًا	فَلَنۡ یُّقۡبَلَ	مِنۡهُ	وَهُوَ
اسلام کے علاوہ کی	بطور دین کے	تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا	اس سے	اور وہ

فِی الۡاٰخِرَةِ	مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ
آخرت میں	خسارہ پانے والوں میں سے ہے

آیت نمبر (86تا89)

﴿ كَيۡفَ يَهۡدِى اللّٰهُ قَوۡمًا كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ وَشَهِدُوۡۤا اَنَّ الرَّسُوۡلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا
يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓـئِكَ جَزَآؤُهُمۡ اَنَّ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةَ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓـئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ۙ ﴿۸۷﴾
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ۙ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَ
اَصۡلَحُوۡا ۗ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۸۹﴾ ﴾

ترکیب

اَلۡبَیِّنٰتُ صفت ہے۔اس کا موصوف اَلۡاٰیٰتُ محذوف ہے جو کہ مؤنث غیر حقیقی ہے۔اس لیے فعل جَاءَتۡ کے بجائے جَاءَ بھی درست ہے۔ اَلۡمَلٰٓئِکَةِ اور اَلنَّاسِ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ان کا مضاف لَعۡنَةَ محذوف ہے اور یہ سب اَنَّ کا اسم ہیں اس لیے لَعۡنَةَ منصوب ہے۔ان کی خبر محذوف ہے اور عَلَیۡهِمۡ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ اَلنَّاسِ کی تمیز ہونے کی وجہ سے اَجۡمَعِیۡنَ منصوب ہے۔ فِیۡهَا کی ضمیر لَعۡنَةَ کے لیے ہے۔ یُنۡظَرُوۡنَ باب افعال کا مضارع مجہول ہے۔

كَيْفَ	يَهْدِي	اللّٰهُ	قَوْمًا	كَفَرُوْا	بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ	559 وَ
کیسے	ہدایت دے گا	اللہ	ایسی قوم کو	جس نے کفر کیا	اپنے ایمان کے بعد	اس حال میں کہ

شَهِدُوْٓا	اَنَّ	الرَّسُوْلَ	حَقٌّ	وَّجَآءَهُمُ	الْبَيِّنٰتُ
ان لوگوں نے گواہی دی	کہ	یہ رسولؐ	برحق ہیں	اور آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیاں)

وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٦﴾	اُولٰٓئِكَ	جَزَآؤُهُمْ	اَنَّ
اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظلم کرنے والی قوم کو	یہ لوگ ہیں	جن کی جزا ہے	کہ

عَلَيْهِمْ	لَعْنَةَ اللّٰهِ	وَالْمَلٰٓئِكَةِ	وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٧﴾	خٰلِدِيْنَ
ان پر ہے	اللہ کی لعنت	اور فرشتوں کی	اور تمام لوگوں کی	ہمیشہ رہنے والے ہیں

فِيْهَا	لَا يُخَفَّفُ	عَنْهُمُ	الْعَذَابُ	وَلَا هُمْ	يُنْظَرُوْنَ
اس میں	ہلکا نہیں کیا جائے گا	ان سے	عذاب کو	اور نہ ہی ان کو	مہلت دی جائے گی

اِلَّا الَّذِيْنَ	تَابُوْا	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	وَاَصْلَحُوْا	فَاِنَّ	اللّٰهَ
سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے	توبہ کی	اس کے بعد	اور اصلاح کی	تو یقیناً	اللہ

غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیت نمبر (90تا91)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٩١﴾ ع﴾

ترکیب

اِزْدَادُوْا دراصل باب افتعال میں اِزْتَادُوْا تھا۔ پھر قاعدے کے مطابق ''تا'' کو ''دال'' میں تبدیل کیا گیا تو اِزْدَادُوْا استعمال ہوا۔ کُفْرًا اس کی تمیز ہے۔ یُقْبَلَ کا نائب فاعل مِلْءُ الْاَرْضِ ہے اور ذَهَبًا تمیز ہے اُولٰٓئِكَ مبتداء ہے۔ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں عَذَابٌ اَلِيْمٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے، خبر محذوف ہے اور لَهُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ	ثُمَّ	ازْدَادُوْا	كُفْرًا
بیشک جن لوگوں نے	کفر کیا	اپنے ایمان کے بعد	پھر	وہ لوگ زیادہ ہوئے	بلحاظ کفر کے

لَّنْ تُقْبَلَ	تَوْبَتُهُمْ	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الضَّآلُّوْنَ	اِنَّ الَّذِيْنَ
ہرگز قبول نہیں کی جائے گی	ان کی توبہ	اور وہ لوگ	ہی گمراہ ہونے والے ہیں	بیشک جنہوں نے

كَفَرُوْا	وَمَاتُوْا	وَ	هُمْ	كُفَّارٌ	فَلَنْ يُّقْبَلَ
کفر کیا	اور وہ مرے	اس حال میں کہ	وہ	کافر (ہی) تھے	تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا

مِنْ اَحَدِهِمْ	مِّلْءُ الْاَرْضِ	ذَهَبًا	وَّ	لَوِ	افْتَدٰى	بِهٖ
ان کے ایک سے (بھی)	زمین کے جتنا	سونا	اور	اگر (یعنی خواہ)	وہ خود کو چھڑائے دے کر	اسے

اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ	وَّمَا لَهُمْ	مِّنْ نّٰصِرِيْنَ
یہ لوگ ہیں	جن کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	اور جن کے لیے نہیں ہے	کوئی بھی مدد کرنے والا

آیت نمبر (92تا94)

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ٩٢ كُلُّ الطَّعَامِ
كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا
بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٩٣ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الظّٰلِمُوْنَ ٩٤ ﴾

ترکیب

وَمَا تُنْفِقُوْا کا مَا شرطیہ ہے اس لیے تُنْفِقُوْا مجزوم ہوا ہے۔ كَانَ کا اسم كُلُّ الطَّعَامِ ہے اور حِلًّا اس کی خبر ہے۔ حَرَّمَ کا فاعل اِسْرَاءِيْلُ ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ اِفْتَرٰى کا فاعل مَنْ ہے اور اَلْكَذِبَ اس کا مفعول ہے۔

ترجمہ

لَنْ تَنَالُوا	الْبِرَّ	حَتّٰى	تُنْفِقُوْا	مِمَّا
تم لوگ ہرگز نہیں حاصل کرو گے	نیکی کو	یہاں تک کہ	تم لوگ خرچ کرو	اس میں سے جو

تُحِبُّوْنَ	وَمَا	تُنْفِقُوْا	مِنْ شَيْءٍ	فَاِنَّ اللّٰهَ	بِهٖ
تم لوگ پسند کرتے ہو	اور جو بھی	تم خرچ کرو گے	کسی چیز میں سے	تو یقیناً اللہ	اس کو

عَلِيْمٌ	كُلُّ الطَّعَامِ	كَانَ حِلًّا	لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اِلَّا	مَا
جاننے والا ہے	تمام کھانے	حلال تھے	بنو اسرائیل کے لیے	سوائے اس کے	جو

حَرَّمَ	اِسْرَآءِيْلُ	عَلٰى نَفْسِهٖ	مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تُنَزَّلَ	التَّوْرٰىةُ
حرام کیا	اسرائیلؑ نے	اپنے آپ پر	اس سے پہلے	کہ	اُتاری جاتی	تورات

قُلْ	فَاْتُوْا	بِالتَّوْرٰىةِ	فَاتْلُوْهَآ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ
آپؐ کہیے	تو لاؤ تم لوگ	تورات کو	پھر پڑھو اس کو	اگر	تم لوگ ہو	سچ کہنے والے

فَمَنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ	مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
پھر جس نے	گھڑا	اللہ پر	جھوٹ	اس کے بعد سے	تو وہ لوگ	ہی ظالم ہیں

نوٹ-1

اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام سخت بیمار ہوئے تو منت مانی کہ صحت یاب ہونے پر اپنی سب سے محبوب چیز چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ صحت یاب ہونے کے بعد انہوں نے اونٹ کے گوشت اور دودھ کا استعمال ترک کر دیا کیونکہ یہ انہیں بہت پسند تھا۔ اس کے بعد ان کی اولاد نے بھی اسے اپنے اوپر حرام کرلیا۔ واضح رہے کہ اسلام میں کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنے کی منت ماننے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کی تفصیل ان شاءاللہ سورہ تحریم میں آئے گی۔

آیت نمبر (95 تا 97)

﴿ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۟ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۞ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ۬ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۞ ﴾

ب ر ک

(ن)	بُرُوْكًا	غیر حسّی خیر اور بھلائی والا ہونا۔
	بَرَكَةٌ	اسم ذات ہے۔ غیر حسّی خیر اور بھلائی۔ برکت (جو خیر اور بھلائی حواسِ خمسہ کے دائرے کے باہر ہو اور محسوس نہ کی جاسکے، اسے برکت کہتے ہیں۔ اُردو میں بھی برکت ہی استعمال ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا ہم معنی لفظ نہیں ہے)۔ ﴿ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ ﴾ (11/ھود:73) ”اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم لوگوں پر ہیں، اے اس گھر والو“
(مفاعلہ)	مُبَارَكَةٌ	کس کو برکت دینا۔ کسی پر برکت اُتارنا۔ ﴿ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا ﴾ (41/ حٰمٓ السجدہ:10) ”اور بنائے اس میں بھاری پہاڑ اس کے اوپر سے اور برکت دی اس میں۔“ ﴿ وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰۤى اِسْحٰقَ ؕ ﴾ (37/ الصّٰفّٰت:113) ”اور ہم نے برکت اُتاری انؑ اور اسحاقؑ پر۔“
	مُبَارَكٌ	اسم المفعول ہے۔ برکت دیا ہوا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(تفاعل)	تَبَارُكًا	(۱) دوسرے کو برکت والا سمجھنا۔ یہ غیر اللہ کے لیے ہے اور اس مفہوم میں قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔ (۲) برکت کا سرچشمہ ہونا۔ بابرکت ہونا۔ یہ مفہوم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ ﴿ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۞ ﴾ (55/ الرحمٰن:78) ”برکت کا سرچشمہ ہوا تیرے رب کا نام جو جلال اور اکرام والا ہے۔“

ترکیب

حَنِيْفًا حال ہے۔ اِنَّ کا اسم اَوَّلَ بَيْتٍ ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے، وُضِعَ لِلنَّاسِ اس کی خصوصیت ہے۔ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ خبر ہے۔ مُبٰرَكًا اور هُدًى حال ہے۔ مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ سے پہلے مِنْهَا محذوف ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے۔ دَخَلَهٗ شرط اور كَانَ اٰمِنًا جوابِ شرط ہے۔ كَانَ کا اسم اس میں هُوَ کی ضمیر ہے اور اٰمِنًا اس کی خبر ہے۔ حِجُّ الْبَيْتِ مبتداء مؤخر ہے، اس کی خبر وَاجِبٌ محذوف ہے اور لِلّٰهِ قائم مقام خبر مقدم ہے، مَنِ اسْتَطَاعَ کا مَنْ، اَلنَّاسِ کا بدل ہے لیکن یہ بدلِ کل نہیں بلکہ بدلِ بعض ہے۔ یعنی تمام النّاس کا بدل نہیں ہے بلکہ ان میں سے کچھ کا بدل ہے۔

ترجمہ

قُلْ	صَدَقَ	اللّٰهُ	فَاتَّبِعُوْا	مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ	حَنِيْفًا
آپؐ کہیے	سچ کہا	اللہ نے	پس تم لوگ پیروی کرو	ابراہیمؑ کے دین کی	یکسو ہوکر

وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اِنَّ	اَوَّلَ بَيْتٍ	وُّضِعَ
اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	یقیناً	پہلا گھر جو	رکھا گیا (یعنی بنایا گیا)

لِلنَّاسِ	لَلَّذِيْ	بِبَكَّةَ	مُبٰرَكًا	وَّهُدًى
لوگوں کے لیے	لازماً وہ ہے جو	مکہ میں ہے	برکت دیا ہوا ہوتے ہوئے	اور ہدایت ہوتے ہوئے

لِّلْعٰلَمِيْنَ	فِيْهِ	اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ	مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ
تمام جہانوں کے لیے	اس میں	کچھ واضح نشانیاں ہیں	(ان میں سے) ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے

وَمَنْ	دَخَلَهٗ	كَانَ	اٰمِنًا	وَلِلّٰهِ
اور جو	داخل ہوگا اس میں	تو وہ ہوگا	امن میں ہونے والا	اور اللہ کے لیے ہی ہے

عَلَى النَّاسِ	حِجُّ الْبَيْتِ	مَنِ	اسْتَطَاعَ
لوگوں پر	البیت (یعنی خانہ کعبہ) کا حج	(ان میں سے) اس پر جو	قدرت رکھتا ہو

اِلَيْهِ	سَبِيْلًا	وَمَنْ	كَفَرَ	فَاِنَّ اللّٰهَ	غَنِيٌّ	عَنِ الْعٰلَمِيْنَ
اس کی طرف	راستے کی	اور جس نے	انکار کیا	تو بے شک اللہ	بے نیاز ہے	تمام جہانوں سے

نوٹ۔1

تورات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں جس بیت ایل (بیت اللہ) کی تعمیر کا ذکر ہے وہ خانہ کعبہ ہی ہوسکتا ہے نہ کہ بیت المقدس (تدبر القرآن)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائبل ہی کی شہادت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے 450 سال بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو تعمیر کیا اور اسے اہل توحید کا قبلہ قرار دیا (تفہیم القرآن)۔ اس طرح یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ خانہ کعب کی تعمیر نو بت المقدس سے تقریباً 12-13 سو سال پہلے ہوئی تھی۔

یہ بھی نوٹ کرلیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو تعمیر نہیں کیا تھا بلکہ اس کی تعمیر نو کی تھی۔ آیت نمبر۔ ۲/ ۱۲۷ میں واضح الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیادوں کو بلند کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خانہ کعبہ پہلے سے موجود تھا اور طوفانِ نوح میں اس کی دیواریں گرگئی تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا نے خانہ کعبہ تعمیر کیا اور طواف کیا۔ ابنِ کثیر نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے، لیکن اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اس زمین پر لوگوں کے لیے تعمیر ہونے والی سب سے پہلی عبادت گاہ خانہ کعبہ ہے۔

نوٹ۔2

حج کے لیے استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ راستہ محفوظ و مامون ہو، آدمی صحت من دہو، حج پر جانے کا خرچہ موجود ہو اور غیر حاضری کے دوران پیچھے گھر والوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام ہو۔

جو شخص حج کی فرضیت کا انکار کرتا ہے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ایک شخص فرضیت کا انکار نہیں کرتا لیکن استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو وہ بھی اپنے عمل سے کافروں جیسا ہوجاتا ہے۔ (معارف القرآن)